

82497-پاپ فڑ اور بڑھی اور ٹیلی فون کے ملازم کو انعام و اکرام دینا

سوال

پاپ فڑ بڑھی یا ٹیلی فون ملازم کو اپنا کام ختم کرنے کے بعد انعام و اکرام دینے کا حکم کیا ہے، چاہے اس نے خود طلب کیا ہو، یا میں خود ہی بغیر مطالبہ کیے دے دوں، یہ علم میں رہے کہ جہاں وہ ملازم ہے وہاں سے اسے ماہنہ تنخواہ ملتی ہے، اور محکمہ ہی اسے میرے پاس مرمت کرنے کے لیے بھیجا ہے؟

پسندیدہ جواب

یہ مسئلہ بہت ہی اہم مسائل میں شامل ہوتا ہے اور اس دور میں بہت ہی عام ہو چکا ہے، حتیٰ کہ بہت سارے ملازمین تواب مانگنے سے بھی گریز نہیں کرتے، جبکہ وہ انعام و اکرام اور پاپے پانی کا نام دیتے ہیں اور کچھ ملازمین تو اسے اپنا ضروری حق سمجھتے ہیں، اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ اگر اسے کچھ دیا جائے تو وہ اس کی مقدار میں جھکڑا کرنے لگتے ہیں کہ یہ بہت کم ہے، اور جب اسے یہ محسوس ہو کہ اسے انعام و کرام اور پاپے پانی نہیں ملے گا اس کی مقدار کم ہو گی تو وہ کام میں سستی و کاملی برتنے لگتے ہیں، جہاں زیادہ کام کی ضرورت ہوتی ہے وہاں وہ بہت سستی برتنے لگتے ہیں۔

اس پر غور فکر کرنے والا شخص محسوس کریگا کہ اس انعام و کرام اور پاپے پانی کی ادائیگی کے نتیجے میں کئی ایک خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

1- جب ملازم کو اپنے محکمہ سے اجرت اور تنخواہ ملتی ہو تو اسے ہدیہ اور عطا یہ دینے کی کوئی ضرورت اور وجہ نہیں، بلکہ سنت نبویہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے ابو حمید سادعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد کے ایک شخص جس کا نام ابن البتیۃ تھا کو زکاۃ الکھمی کرنے کے لیے بھیجا، جب وہ زکاۃ الکھمی کر کے لایا تو کہنے لگا: یہ تمہارا ہے، اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبیر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا:

"اس املاک کی حالت کیا ہے جب ہم کسی کام کے لیے روانہ کرتے ہیں تو وہ آکر کہتا ہے: یہ آپ کا ہے، اور یہ میرا، تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر ہی کیوں نہ بیٹھا رہا اور انتظار کر رہے کہ آیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟"

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ جو کچھ بھی لائے گا روز قیامت اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو گا، اگر وہ اونٹ ہے تو آوازن کال رہا ہو گا، یا گائے ہو گی تو وہ بھائیں جانیں کر رہی ہو گی، یا پھر بھری ہو گی تو وہ میرا ہی ہو گی"

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے تو ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، اور فرمایا: خبردار ہو، میں نے پہنچا دیا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7174) صحیح مسلم حدیث نمبر (1832).

حدیث میں استعمال الفاظ کے معانی:

الرغاء: اونٹ کی آواز کو کہتے ہیں:

الخوار: گانے کی آواز کو کہا جاتا ہے۔

یغار: بکری کے میانے کی آواز کو کہا جاتا ہے۔

جانز اور حرام ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ:

جو چیز انسان کے کام اور عمل کی بنابر ہو وہ حرام ہے، اور اس کا خاطر یہ ہے کہ: انسان اپنے حال کو دیکھے کہ اگر وہ اس کام میں نہ ہوتا تو کیا اسے یہ ہدیہ دیا جاتا؟

اور یہی چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس فرمان میں بیان کر رہے ہیں:

"تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ پیٹھ کر انتظار کرتا رہا کہ آیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں؟"

2- یہ انعام و کرام اور چائے پانی ملازم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ دینے والے سے محبت کرے جتی کہ وہ اسے ایسی چیز دے جو اس کا حق نہیں جس کے نتیجہ میں کام والے کو نقصان ہوگا۔

3- یہ چیز ملازم کا دل میں ان لوگوں کے متعلق خرابی پیدا کریگا جو اسے کچھ بھی نہیں دینگے، تو اس طرح وہ ان کا کام اچھے اور بہتر طریقہ سے سرانجام نہیں دیگا، اور ان کے کام میں کوئی تباہی برستے گا۔

4- اس سے ملازم کو سوال کرنے اور مانگنے کی جرأت پیدا ہوگی اور وہ انعام و کرام اور چائے پانی کے انتظار میں رہتا ہوا اسے للپانی ہوتی نظر وہ سے دیکھے گا، جو کہ ایک برمی عادت ہے، اس کے خلاف آواز اٹھانا اور اسے ختم کرنا ضروری ہے۔

کیونکہ اسلام عزت نفس کی دعوت دیتے ہوئے دوسروں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اسے جھانکنے کی بجائے اپنے آپ کو بلند کرنے کا کہتا ہے، بلکہ ضرورت کے بغیر تو کسی سے مانگنا بھی حرام ہے، اور اسلام اس پر راضی نہیں کہ اس طرح پوری امت کی اکثریت ہی مانگنے والوں میں بد جائے چاہے یہ مانگنا اور سوال کرنے کو انعام و کرام اور چائے پانی یا کیمیشن جیسے نام کے خلاف میں لپیٹ لیا گیا ہو۔

اور یہ خرابیان ملازم کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنے کی مصلحت کے خلاف ہیں، اور جب ملازم قفسیر اور محتاج ہو تو اس پر صدقہ کرنے کی مصلحت کے بھی خلاف ہے، یا پھر سوال کرنے والے کو نامرا دو اپس کرنے کی کراہت و ناپسندیدگی کی بنابر اس کا سوال پورا کیا جانے کے بھی خلاف ہے۔

اور اہل علم کے ہاں قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ:

مفاد اور خرایوں کو دور کرنا مصلحت لانے پر مقدم ہے، اس بنابر انعام و کرام اور چائے پانی کے نام سے موسم ادا گلی کرنا جائز نہیں، صرف ایک بہت ہی تنگ سی صورت میں کہ جو ان خرایوں سے خالی ہو مثلاً ملازم اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہو، اس یہ موقع نہ رہے کہ وہ ادا گلی کرنے والے کا کوئی اور کام نہیں کریگا، تو یہاں رشوت اور پسندیدگی کا شعبہ ختم ہو جاتا ہے، اس طرح بطور عزت و اکرام یا تعاون کی مدد میں اسے کچھ نہ کچھ دینا جائز ہوگا، جیسا کہ بعض اہل علم نے فتویٰ دیا ہے، اس کا بیان آگے آ رہا ہے، لیکن اولی اور بہتر یہی ہے کہ ایسا نہ کیا جائے؛ کیونکہ طلب کرنے اور مانگنے کی عادت بن جانے، اور جھانکنے کی خرابی موجود ہے، اور اسی طرح جو اسے نہ دیگا اس کے خلاف اس کا دل خراب ہونے والی خرابی بھی موجود ہے گی۔

اس مسئلہ میں اہل علم کی کلام میں سے چند ایک ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

1- مستقل فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ جات میں درج ہے :

سوال :

ایسے شخص کے بارہ میں شریعت کا حکم کیا ہے جسے دوران کام بغیر کسی مطالبہ کے کچھ رقم دی جائے، یا پھر اس نے وہ رقم لینے کے لیے کوئی جید بازی کی ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ: معلم کے ناظم یا نمبردار کے پاس لوگ تعارفی لیٹر لینے آتے ہیں کہ وہ اس کے معلم میں رہائش پذیر ہیں، اور اس کے عوض میں وہ اسے پیسے دیتے ہیں... تو کیا اس کے لیے یہ رقم لینی جائز ہے، اور کیا یہ مال حلال شمار ہوگا؟

اور کیا اس کا استدلال درج ذیل حدیث سے کیا جاسکتا ہے :

سلم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

محبے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال بطور عطیہ دیا کرتے تھے، تو میں انہیں عرض کرتا: آپ یہ مال اسے دیں جو مجھ سے بھی زیادہ محتاج اور ضرور تمند ہو، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے:

"اسے لے لو، جب اس مال میں سے کچھ تیرے پاس بغیر مانگے آئے اور نہ ہی تو اسے جھانکنے والا ہو تو اسے لیکر اسے اپنا مال بناؤ اور پھر اگرچا ہو تو اسے صدقۃ کر دو، اور جونہ آئے تو اپنے آپ کو اس کے پیچے مت لگاؤ"

سلم رحمہ اللہ کستہ ہیں: تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی سے بھی بھی کوئی چیز طلب نہیں کرتے تھے، اور اگر انہیں کوئی عطیہ دیا جاتا تو اسے رد نہیں کرتے تھے"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم؟

اس کے جواب میں کمیٹی کا کہنا تھا:

جواب :

اگر تو واقعتاً ایسا ہی ہے جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے تو پھر معلم کے ناظم یا نمبردار کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ حرام ہے؛ کیونکہ وہ رشوت ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے ساتھ اس موصوع کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے؛ کیونکہ وہ حدیث تو اس شخص کے متعلق ہے جسے مسلمانوں کے بیت المال سے مسلمانوں کا حکمران بغیر کسی سوال اور طلب کرنے یا بغیر جھانکنے کسی شخص کو عطا کرے "انتی

دیکھیں: فتاویٰ البیهی الدائمة للبوح العلیی والافاء (548/23).

2- شیخ صالح الغوزان حضرت اللہ تعالیٰ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ہمارا ایک شادی ہال ہے جہاں مختلف قسم کی تقریبات کی جاتی ہیں اور اس میں باورچی بھی رکھے ہوئے ہیں، ان میں سے بعض باورچی تخفواہ کے علاوہ انعام و اکرام اور چاہے پانی کا مطالبہ بھی کرتے ہیں؛ تو کیا بطور انعام و اکرام اور چاہے پانی ملازم کو کچھ رقم دینی جائز ہے؛ وہ اس طرح کہ لوگوں سے لینے کا عادی ہو چکا ہے؟

شیخ حفظہ اللہ نے جواب دیا:

"اگر تو اس ملازم کی تجوہ مقرر ہے اور مالک کی جانب سے اس کی اجرت مقرر کر دی گئی ہے؛ تو کسی بھی شخص کے لیے اسے کچھ دینا جائز نہیں؛ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ دوسرے کے لیے خرابی پیدا کریکا؛ کیونکہ بعض لوگ فقراء ہوتے ہیں جو انہیں کچھ نہیں دے سکتے؛ تو یہ عمل ایک براطیریہ ہے "انتہی.

ماخوذ از: المتنقی فی فتاوی الشیخ الشوزان جلد (3) سوال (233).

3- شیخ عبدالرحمن البراک حفظہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ہوٹل کے ملازم اور ویٹر کوبل سے زیادہ (جسے بخشش کا نام دیا جاتا ہے) رقم دینے کا حکم کیا ہے؟

شیخ کا جواب تھا:

"ملازم یا ویٹر کویہ زیادہ رقم دینی جائز نہیں، کیونکہ یہ آپ کی جانب سے رشوٹ شمارہ گی تاکہ وہ آپ کو ابھی اور بہتر سروس میا کرے، یا پھر آپ کو باقی لوگوں سے زیادہ کھانا فراہم کرے، اور ملازم کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی ایک شخص کو باقی افراد سے زیادہ سروس فراہم کرے، بلکہ ملازم کو چاہیے کہ وہ سب لوگوں کے ساتھ ایک جیسا ہی معاملہ کرے.

لیکن.... اگر اس زیادہ رقم سے رشوٹ، یا ایک دوسرے کو پسندیدگی کا شہر ختم ہو جائے تو پھر اس وقت ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

جس طرح کہ اگر آپ اس محتاج اور ضرورتمند اور کمزور ملازم شخص پر احسان کا مقصد رکھتے ہوں، اور آپ اس ہوٹل پر بار بار نہ جاتے ہوں "انتہی. ماخوذ از: سوال نمبر (21605).

واللہ عالم.